مفتی اعظم سعودی عرب

الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ سے ایک ملاقات

مولانا محمد یوسف انور فیصل آباد

پچھلے دنوں مفتی اعظم سعودی عرب فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز بھی مرحوم ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نہ صرف سعودیہ بلکہ عالم اسلام کی متبحر اور محقق علمی شخصیت تھے جن کی علمی قابلیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے بانیوں میں سے اور جامعہ کے پہلے وائس چانسلر تھے' رابطہ عالم اسلامی کی بنیاد واساس اور اس کے عالمی سطح کے پروگراموں کو آگے بڑھانے میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ ان کی شخصیت اس لحاظ سے نمایاں تھی کہ وہ سبھی مکاتب فکر میں انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کے فتاویٰ سعودی عرب کے ساتھ ساتھ تمام ممالک اسلامیہ میں علماء و طلبائے دین کیلئے راہنمائی کا کام دیتے تھے۔ بلاشبہ ساتھ فتویٰ نویسی میں انہیں درجۂ اجتہاد حاصل تھا۔ گذشتہ رمضان المبارک میں عمرہ کی سعادت کے دوران ان کے ایک شاگرد کی کتاب راقم کے مطالعہ میں آئی جس میں مصنف نے اپنے عظیم استاذ شیخ ابن باز کی تحقیق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اگرچہ کھجور کی قسم "اجوہ" کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص طور پر ارشاد ہے کہ اسمیں شفاء ہے لیکن شیخ فرماتے ہیں کہ مدینہ کی ہر کھجور میں شفاء اور برکات ہیں کیونکہ حضورؐ نے مدینہ کی پیداوار اور پھلوں کے لئے دعا کی ہے: "اللھم بارك فی اثمارھا" یعنی اے اللہ مدینہ کے پھلوں میں برکت نازل فرما۔"

شیخ ابن بازؒ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے بانیوں میں سے اور جامعہ کے پہلے وائس چانسلر تھے۔

اس میں حقیقت ہے کہ آب زم زم اور مدینہ منورہ کی کھجوریں انتہائی خیر و برکات اور شفاء و دوا کا سبب ہیں کہ جن کا دنیا میں کوئی بدل نہیں ہے۔ یہاں ہمارے سلف سالحین تو علاج ہی انہی سے کرتے ہیں۔

حافظ ابن قیمؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف زاد المعاد میں لکھا ہے کہ میں مکہ معظمہ کے قیام کے دوران بیمار پڑ گیا' علاج معالجہ کی اتنی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے میں نے آب زم زم پر سورہ فاتحہ پڑھ پڑھ کر پینا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمادی۔

بہر حال الشیخ ابن باز کا تذکرہ چلا آرہا تھا ان کے علم و عمل کو تحریر میں لانے کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے۔ مرحوم کے شاگردان رشید اور ان کی دینی خدمات ہی کا ذکر کیا جائے تو یہ ایک طویل ترین فہرست ہے۔ پاکستان میں علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی علمی وجاہت اور تصنیفی و تقریری کارناموں سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ مرحوم کے اس نامور شاگرد نے مختصر عمر میں کس قدر دینی و ملی اور تاریخ ساز مراحل طے کئے۔

راقم الحروف کو ۱۹۷۹ء میں پہلی مرتبہ فریضہ حج کی سعادت حاصل ہوئی اس موقع پر ایک روز مکہ معظمہ کے نواح میں "التوعیہ" کے قریب جامع مسجد میں فجر کی نماز الشیخ ابن باز علیہ الرحمۃ کی امامت میں ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ نماز کے بعد انہوں نے چند منٹ درس حدیث دیا اور ایک روایت کی شرح و بسط اور علمی نکات کچھ اس انداز سے بیان فرمائے کہ آج تک اس کی مسحور کن یاد دل و دماغ میں موجزن ہے۔ بیان و ارشاد سے فارغ ہو کر ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا تو راقم بھی آگے بڑھا اور مصافحہ کے بعد فیصل آباد کے حوالے سے جب اپنا تعارف کرایا تو الشیخ بےحد خوش

ہوئے بڑی شفقت و محبت کا اظہار فرماتے ہوئے جامعہ سلفیہ کے اساتذہ کی خیریت اور حال احوال دریافت فرمایا۔ میں ان دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ہفت روزہ "اہلحدیث" کا

حیثیت دی جاتی تھی۔

ظاہری بصارت سے محرومی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں بصیرت و فراست مومن کی وافر صلاحیتیں عطا فرما رکھی تھیں اس

شیخ ابن بازؒ سبھی مکاتب فکر میں انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور ان کے فتاویٰ سعودی عرب کے ساتھ ساتھ تمام ممالک اسلامیہ میں علماء، طلبائے دین کے لئے رہنمائی کا کام دیتے ہیں۔

مدیر بھی تھا جب میں نے اپنی اس خدمت کا ذکر کیا تو الشیخ نے اور زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا اور کہا کہ مجھے آپ کے اخبار کے ذریعے پاکستان کے بہت سی دینی و سیاسی مسائل سے آگاہی ہوتی رہتی ہے۔ الشیخ مرحوم نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اس دور کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حقؒ کی خیریت خاص طور پر معلوم فرمائی اور ان کی دین کے ساتھ دلچسپی، جامعہ کے لئے تگ و دو اور جماعتی سرگرمیوں کا دیر تک ذکر فرماتے رہے۔ مرحوم نابینا تھے لیکن قرآن و سنت اور فقہی و اجتہادی علوم پر کمال دسترس رکھنے کے علاوہ اسلامی ممالک کے علماء اور دینی اداروں کے منتظمین و رفقاء کے پورے پورے کوائف سے بھی وہ واقف تھے۔ اکثر ممالک اسلامیہ کی سیاسیات اور ان کے حکمرانوں کے انداز حکومت وغیرہ امور پر بھی گہری سوچ و چار رکھتے اور ان کے ساتھ ملاقاتوں پر سیاسی گفتگو فرماتے تو یہ حکمران حیران ہو ہو جاتے۔ ان جامع صفات کے لحاظ سے مرحوم کی سادگی اور باوقار زندگی حاملین علم و دانش کے لئے مشعل راہ تھی۔

سعودی عرب پر مرحوم کی دلکش اور عالمانہ شخصیت کی گہری چھاپ ہے بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ ان کے فتاویٰ کو قوانین کی

طرح وہ سرور کائنات ﷺ کے اس فرمان "اتقوا فراسة المومن فانه ينظر من نور الله" کے آئینہ دار اور نمونہ و مظہر تھے غرضیکہ ؎

ہزاروں خوبیاں تھیں مرنے والے میں

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر اپنے جوار رحمت میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ قادیانیت ایک بلاء

(الفضل ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

یہی وجہ ہے کہ قادیانی حضرات مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

یہ تھے قادیانیت کے عقائد و نظریات اب ذرا ان کے دین کا خلاصہ بھی سن لیجئے:

قادیانیت کا خلاصہ

۱۔ قادیانیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا وہی مقام ہے جو ایک عام انسان کا ہے۔

۲۔ یہ حضرات سرے سے ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں۔

۳۔ ان کا نبی غلام احمد قادیانی ہے اور اسکے جانشین ان کے خلفاء، اس کے ساتھی صحابہ کرام کے برابر ہیں۔

۴۔ شہر قادیان مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ سے افضل ہے۔

۵۔ حج کے لئے مکہ جانے کی ضرورت نہیں، قادیان جانا ہی کافی ہے بلکہ افضل ہے۔

۶۔ قرآن مجید میں جو آیتیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اس سے مراد حقیقت میں مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔

۸۔ حضرت محمد ﷺ شرابی اور بدکردار تھے۔ (نعوذباللہ)

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کذاب فحش گو، زبان دراز تھے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۶۳۔۱۷۹)

قارئین! جو شخص اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہو اس سے بڑا بد دین اور دشمن اسلام اور کون ہو سکتا ہے۔ اس جیسے عقیدے والے انسان کو کافر اور مرتد کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے۔

لیکن حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ آج بھی بہت سے مسلمان بھائی ایسے ہیں جو قادیانیت کو اسلام سمجھتے ہیں اور آسانی سے اس کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان بے ایمانوں کے فریب میں نہ آئیں بلکہ ان سے بہت دوری اختیار کریں، کیونکہ یہ مذہب فروش لوگ ہیں، جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں سے اسلام کا سودا کراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس وباء سے بچائے۔ آمین